مولانا یٰسین اختر مصباحی

تقلید فقہی : حقیقت، نوعیت اور ضرورت

کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ دینِ اسلام کی مذہبی و علمی اور عملی تعبیر و تشریح ہیں۔ عقائد و مبادی اور احکام و مسائل کے سرچشمے ہیں اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ احوال و قضایا اور شعبہ ہائے حیات میں اُسوہ و قدوہ اور نمونہ کامل ہیں جن کا ہر قول و فعل و عمل صحابۂ کرام اور قیامت تک کی اُمتِ مسلمہ کے لیے دلیل و حجت شرعی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دین اسلام ایک ہی ہے اور یہی دین اسلام قیامت تک کے لیے اللہ کا محبوب اور منتخب دین ہے۔ لیکن ہر صاحبِ شریعت پیغمبر کو اللہ نے جس شریعت مطہرہ سے نوازا وہ بعد میں اختلافِ زمان و مکان کی وجہ سے مشیتِ الٰہی کے مطابق تغیر پذیر ہوتی رہی جب کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس نے یہ امتیاز و اختصاص بخشا ہے کہ اس کے بعد اب کوئی شریعتِ جدیدہ نہیں اور یہی شریعتِ محمدی اپنے کمال و جامعیت کی بنیاد پر جہاں مسلمانانِ عالم کے لیے واجب الاتباع ٹھہری وہیں اپنی زندگی و تابندگی اور تازگی و شادابی کے لحاظ سے بقاے دوام کی خلعت سے بھی سرفراز ہوئی۔ فالحمد للّٰہ علی ذلک۔

سنتِ رسول کے ساتھ سنتِ خلفائے راشدین کی اطاعت و اتباع ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی طرح صحابۂ کرام کی جماعتِ مبارکہ بھی عدول و مقتداے شریعت وامت ہے جس پر آیات و احادیث کی بے شمار ہدایات ناطق و شاہد ہیں اور ساری اُمتِ مسلمہ کا اسی کے مطابق اعتقاد و عمل ہے اور اسی پر اس کا اجماع بھی ہے۔ اس سفینۂ نوح پر جو سوار ہوا وہ ساحلِ مراد کو پہنچا

اور جس نے ان نجومِ ہدایت کی روشنی میں اپنا سفرِ حیات شروع کیا وہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ اپنی منزل مقصود سے ہم کنار ہوا۔

تعقل، تفکر، تدبر اہلِ اسلام کے لیے بموجب ہدایات و ارشاداتِ کتاب و سنت ہر عہدو قرن میں ضروری ہے اور ان کا یہ دینی و شرعی و اجتماعی فریضہ ہے کہ اسرار و رموزِ حیات و کائنات میں غور وخوض کرکے ان کی گتھیاں سلجھائیں اور انسانی معاشرہ کی صلاح و فلاح کے لیے وہ تمام تر تدابیر بروئے کار لائیں جن کی انھیں کچھ بھی ضرورت حاجت محسوس ہو اور بنی نوعِ انسان کے حق میں کسی بھی جہت سے جس امر مطلوب کی کوئی بھی افادیت و اہمیت مقصود ہو۔ لیکن تحقیق وتفحص و اکتشاف و ایجاد اور اقدام وعمل کے ہر مرحلے میں قدم قدم پر اس کی رعایت اور اس کا التزام ہر مسلمان کے اوپر واجب ہے کہ اسلام و شریعتِ مطہرہ نے جو اصول وقواعد وضوابط مقرر فرمادیے ہیں اور جو ہدایات جاری فرمادی ہیں ان کی کسی طرح خلاف ورزی نہ ہو اور الحاد و اعتزال و انحراف وضلال وتجاوز وخروج سے اپنے آپ کو ہر قیمت پر محفوظ رکھا جائے۔

مہد سے لحد تک عقائد وعبادات و معاملات کے جو دائرے اسلامی شریعت مطہرہ نے متعین کر دیے ہیں ان کی پابندی فرض شرعی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی اطاعت و اتباع سے کسی مسلمان کو کسی حال میں مفر نہیں۔ اسی طرح کتاب و سنت سے ثابت و واضح احکام و مسائل میں کسی کی ذاتی رائے اور قیاس آرائی کا کوئی دخل نہیں۔ نہ ہی ان کے اندر کسی بڑے سے بڑے عالم وفقیہ و مجتہد کو مجال دم زدن و جرأتِ این و آں و جسارت چنیں و چناں کی کوئی گنجائش ہے۔

عقائد میں کسی مجتہد کی تقلید جائز نہیں نہ ہی عباداتِ توقیفیہ میں کسی طرح کی تقلید کا کوئی دخل ہے۔ یعنی کتاب وسنت سے ثابت اور منصوص احکام میں تقلید کا کوئی جواز نہیں۔ نہ عہد رسالت وعہد صحابہ زمانۂ مابعد کی اصطلاحی تقلید فقہی کا نام تھا نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ کیوں کہ ان کے اقوال و اعمال براہ راست وحی ربانی اور مشکاۃ نبوت سے مستنیر ہوا کرتے تھے۔ ہاں! صحابۂ کرام کے مراتب و مدارجِ علم وفہم متفاوت تھے اس لیے اعلم و افقہ صحابۂ کبار سے دیگر صحابۂ کرام مسائلِ شرعیہ میں رجوع کیا کرتے تھے اور ان کے بیان کردہ احکام و مسائل کے مطابق عمل

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

کیا کرتے تھے۔

اعلم و افقہ کی طرف رجوع وسوال کا حکم خود رب کائنات نے دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

فسئلوآ اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون. (سورۃ النحل آیت ۴۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں۔

اور تفقہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وماکان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفرمن کل فرقۃ منھم طآئفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون. (سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۲۲)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

انما شفاء العنی السوال ۔ (ابو داؤد) مرضِ جہل کا علاج سوال ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللّٰھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل (الحدیث)

اے اللہ! انھیں دین کی فقاہت اور تفسیر و تادیل کا علم عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول کی ملازمت اور کثرتِ اکتساب کی وجہ سے جلیل القدر صحابہ کرام کے درمیان اپنی دینی بصیرت اور تفقہ کے باب میں امتیازی شان کے مالک تھے۔ یہاں تک کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود کے بارے میں فرمایا:

لاتسئلو نی مادام ھذا الحبر فیکم : (مشکوٰۃ بروایت بخاری)

جب تک یہ عالم و فقیہ تمھارے درمیان موجود ہیں اس وقت تک مجھ سے

نہ پوچھو۔

کتاب و سنت اصل مصادر شریعت ہیں اور انھیں کی روشنی میں قیاس مجتہد کو بھی علما وفقہاے اسلام نے مصادر شریعت میں شمار کیا ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث نبوی سے ہوتی ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حاکم یمن بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ روانگی سوال فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی معاملہ فیصلہ کے لیے لایا جائے گا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ سنتِ رسول سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ پاسکو تب کس طرح فیصلہ کرو گے؟ اس وقت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> اجتهد برائی والاآلو. قال فضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم علیٰ صدره و قال. الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله لمایرضی به. (ابواب الاحکام للجامع الترمذی۔ ج ا۔ و دارمی ومشکوٰۃ)
>
> اس وقت میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا حمد وشکر ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس کی توفیق دی جس سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد **لاتجتمع امتی علی الضلالۃ** (الحدیث) اور دیگر ارشادات کی روشنی میں عہد تابعین و تبع تابعین ہی میں علماوفقہائے اسلام نے اجماع اُمتِ مسلمہ کو بھی مصادر شریعت میں شامل کرلیا۔ اس طرح (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) قیاس شرعی (۴) جماعِ اُمت۔ یہ چار مصادر شریعت (ادلہ اربعہ) قرار پائے اور سواد اعظم نے فقہا و مجتہدین امت کے علم وفضل، ان کی دینی و ایمانی فہم وفراست، ان کی دیدہ وری ونکتہ رسی، ان کے ورع وتقویٰ، ان کے حزم و احتیاط، اور ان کی خدا ترسی و مآل اندیشی پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے وضع کردہ اصول وضوابط وکلیات و جزئیات کو جملہ احکام و مسائلِ غیر منصوصہ میں حرز جاں بنایا اور درجہ بہ درجہ وعہد بہ عہد انھیں قبول کرتے اور ان کے مطابق عمل کرتے چلے آرہے ہیں کہ یہی ہدایتِ صراط مستقیم و اتباعِ سبیل مومنین اور ادوارِ مابعد کی اصطلاحی

تقلید ائمہ مجتہدین ہے۔

مختلف علوم وفنون کی طرح رفتہ رفتہ فقہ اسلامی کے بھی اصول وقواعد مرتب ہوتے گئے اور تفصیلی دلائل کے ساتھ احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو علم فقہ کہا جانے لگا اور اصول فقہ کی یہ اصطلاحی تعریف کی گئی کہ:

العلم بالقواعد الكلية التي يتو صل بها الى استنباط الاحكام الشرعية العمليه من ادلتها التفصيلية.

کتاب وسنت کی روشنی میں مقاصد شریعت یعنی حفظِ دین ونفس ونسل وعقل و مال ان فقہا و مجتہدین کا مطمح نظر ہے اور ان کی ساری کدو کاوش اسی محور کے گرد ہمیشہ گردش کرتی رہی ہے۔ مجتہدین کے سبھی طبقات (۱) مجتہدین فی الشریعہ (۲) مجتہدین فی المذھب (۳) مجتہدین فی المسائل (۴) اصحاب تخریج (۵) اصحاب ترجیح (۶) اصحاب تمیز نے انھیں مقاصدِ شریعت کی تکمیل کی راہ میں اپنی دینی وعلمی وفکری واجتہادی توانائیاں صرف کیں اور اپنی عمر عزیز کو اسی تفقہ واجتہاد کے لیے وقف کر دیا۔ نمبر۲ سے نمبر۶ تک کے مجتہدین حقیقی طور پر مجتہدین فی الشریعہ کے مقلدِ فقہی قرار پاتے ہیں اور انھیں کی طرف ان سب مجتہدین اور دیگر مقلدین کا انتساب ہوتا ہے۔

استخراج مسائلِ شرعیہ کا کام اب بھی جا رہی ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا کہ یہ شریعت جاوداں اور پیہم رواں دواں ہے اور ہر عہد وعصر کے مسائل وقضایا کو حل کرنے کی اس کے اندر بھر پور صلاحیت موجود ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ آج آخری درجۂ اجتہاد بند نہیں ہوا ہے مگر اس کا اہل بھی تو کوئی ہو؟ تعبیر کی غلطی سے اچھے خاصے حضرات کہتے نظر آتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے تو موجودہ علما کو بھی اجتہاد کرنا چاہیے۔ جس سے ان کا مقصد اس کے سوا عموماً کچھ نہیں ہوتا کہ نئے حالات ومسائل کا شریعت کی روشنی میں کوئی حل ڈھونڈھنا چاہیے۔ ان کی یہ خواہش صد فی صد درست ہے مگر انھیں چاہیے کہ لفظِ اجتہاد کی بجائے لفظ استخراج کا استعمال کریں تا کہ ان کا لفظ ان کی بات اور ان کا مافی الضمیر صحیح طور پر اور صحیح تناظر میں واضح ہوسکے۔

مذکورہ طبقات میں سے کسی طبقہ میں بلکہ آخری طبقہ (اصحاب تمیز) میں بھی کسی موجودہ

عالم ومفتی وفقیہ کے شامل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ طبقۂ مقلدین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور ان کے لیے تقلیدِ فقہی ہر حال میں واجب ہے۔ کیوں کہ دو دو چار کی طرح یہ حقیقت روشن ہے کہ جو شخص مجتہد نہیں وہ مقلد ہے۔ اور تقلید ہی میں اس کے لیے عافیت اور راہِ نجات ہے۔

جو شخص علم طب سے واقف نہیں وہ طبیب نہیں۔ جو علم سے نابلد ہے وہ عالم نہیں۔ یہ بات ایک عام آدمی بھی اچھی طرح سمجھتا ہے۔ سمندر کے اندر موتیوں کی کمی نہیں ہوتی ہے مگر انھیں سمندر کی تہ سے باہر وہی شخص نکال سکتا ہے جو ماہر غوطہ خور ہو۔ ورنہ جسے غوطہ خوری نہ آتی ہو وہ موتیوں کی طلب میں سمندر کے اندر چھلانگ لگا کر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

تقلید فقہی کا تعلق صرف ابواب فقہ سے ہے۔ اور احکام و مسائل غیر منصوصہ میں ہی اس کا وجود وجوب ہے۔ باقی علوم فنون اسلامیہ وعربیہ اور عصری علوم وفنون میں ہر عالم ومحقق اپنی استعداد ولیاقت وصواب دید کے مطابق جو کچھ کرنا چاہے اور جس شعبۂ علم وفن میں آگے بڑھنا چاہے اس کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں۔ وہ ڈاکٹری، انجینئرنگ، فائنس وغیرہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ تحقیق و ریسرچ کرے اور اونچے سے اونچے درجہ پر فائز ہو تو یہ اس کی بڑی کامیابی اور قابل رشک ترقی ہے جس پر علماء وفقہاے اسلام کی جانب سے کوئی قدغن اور کوئی پابندی نہیں۔ بس صرف اتنی شرط ہے کہ حدودِ شریعت سے اس کے قدم آگے نہ بڑھنے پائیں۔

لغوی طور پر اپنی گردن میں قلادہ ڈالنے کو تقلید کہا جاتا ہے۔ جب کہ اصطلاحی طور پر تقلید فقہی کی تعریف یہ ہے۔ احکام و مسائل شرعیہ غیر منصوصہ میں کسی امام مجتہد کی تحقیق کو بلا دلیل و حجت مان لینے کا نام تقلید ہے۔ چناں چہ علماے متقدمین نے صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی مستند کتب و رسائل میں یہی کتاب تحریر فرمائی ہے جن میں سے چند عبارات درج ذیل ہیں:

التقليد عبارة عن قبول قول الغير بلاحجة ولادليل.

(التعريفات للسيد الشريف الجرجانی)

التقليد اتباع الرجل غيره فيما سمعه يقول او فی فعله علی زعم انه محقق بلانظر فی الدليل (نور الانوار بحث قليد و حاشيه حسامی باب متابعة الرسول (صلی الله عليه وسلم) التقليد

☆ اليقين لا يزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)

هوقبول قول بلاحجة (المستصفى جلد دوم للاما الغزالى)

التقليد العمل بقول الغير من غير حجة (مسلم الثبوت لمحب الله البهارى)

ظاہر ہے کہ جو عالم مجتہد نہیں ہوگا وہ مقلد ہی ہوگا اور اسے تقلید فقہی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جس طرح مختلف علوم وفنون کے ماہرین اپنے علم وفن کے تعلق سے جو تحقیق بیان کریں وہ ان کی علمی وفنی تحقیق کا نتیجہ ہوتا ہے جسے دنیا کے کروڑوں انسان بلاچون و چرا تسلیم کرتے ہیں اور کوئی جاہل و عامی شخص اگر کج بحثی پر آمادہ ہوتا ہے تو اسے ہر عاقل انسان ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ صدیوں پیشتر کے جلیل القدر علما وفقہائے اسلام بھی تقلید فقہی کے قائل اور اس پر عامل تھے جن کی عظمت وفضیلت دینی وعلمی پر شرق دغرب کے مسلمان متفق ہیں۔ عالمی اسلام کے بڑے بڑے علما وفقہا وفضلا کا اگر آج جائزہ لیا جائے تو ان میں ایسے افراد و اشخاص صحیح معنوں میں نادر الوجود ہیں جنھیں کلیات و جزئیات فقہ پر عبور ہو۔ اور بڑے بڑے دارالافتاء کے نامور مفتیانِ کرام بھی معرفتِ دلائل تفصیلیہ کے بعد اجرائے فتوی کرنے والے اصحاب فتویٰ نہیں ہیں بلکہ ان کی حیثیت ناقلین فتاویٰ سے زیادہ نہیں ہے۔

ائمہ مجتہدین فی الشرعیہ یعنی امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرتبہ و مدون فقہی اصول وضوابط اور ان کی تاصیل وتفریع کو اسلامی بلاد و امصار میں شروع ہی سے اتنا شرف قبول حاصل ہوا کہ سوادِ اعظم نے انھیں میں سے کسی ایک کی تقلیدِ فقہی پر اتفاق کرلیا اور تقریباً ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا کہ اسی پر اس کا اجماع بھی ہوگیا۔ ماراه المسلمون حسناً فهو عندالله حسن (اثر ابن مسعود) کا یہ ایک بہترین نمونہ اور جلوۂ حق نما ہے جس کے اندر سواد اعظم کا اصل چہرہ صاف عیاں اور ہر طرح نمایاں ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے ایک عظیم وجلیل فقیہ ومفتی مگر مقلدِ حنفیت کی زبانی فقہ اسلامی کی حقیقت سن کر اور اسے سمجھ کر قارئین کرام بھی اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہوں گے کہ اجتہاد تو بڑی چیز ہے آج کل تفقہ بھی ایک جنس نایاب سے کم نہیں ہے۔

فقاہت کیا چیز ہے اور تفقہ فی الدین کب حاصل ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں فقیہ

اسلام امام احمد رضا بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) رقم طراز ہیں:

فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے۔ یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے۔

بلکہ فقہ بعد ملاحظۂ اصول مقررہ، وضوابط محررہ، ووجوہ تکلم، وطرق تفاہم، وتنقیح مناط، ولحاظ انضباط، ومواضع یسر واحتیاط، وتجنب تفریط و افراط، وفرق روایات ظاہرہ و نادرہ، وتمییز درایات غامضہ و ظاہرہ، ومنطوق ومفہوم صریح ومحتمل، وقول بعض و جمہورومرسل ومعلل، و وزن الفاظ مفتیین، وسبر مراتب ناقلین، وعرف عام وخاص، وعادات بلادو اشخاص، وحال زمان ومکان، واحوال رعایا و سلطان، وحفظ مصالح دین، ودفع مفاسد مفسدین، وعلم وجود تجریح، واسباب ترجیح، ومناہج توفیق، ومدارک تطبیق، ومسالک تخصیص، ومناسک تقلید، ومشارع قیود، وشوارع مقصود، وجمع کلام، ونقد مرام، وفہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام، واطلاع عام، ونظر دقیق، وفکر عمیق، وطول خدمت علم، وممارست فن، وتیقظ وافی، وذہن صافی، معتاد تحقیق، مؤید بتوفیق کا کام ہے اور حقیقتاً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندو کے قلب میں القا فرماتا ہے:

وما یلقها الاالذین صبر وا وما یلقها الاذوحظ عظیم.

(ص ۱۴، ابانۃ المتواری (۱۳۳۱ھ) مطبوعہ بریلی)

آج جو لوگ فقہائے اسلام سے بے نیاز ہو کر اجتہاد کے دعویدار ہیں ان کا جائزہ لیجے تو مذکورہ مراتب و مدارج کجا؟ صحیح عربی دانی کے حامل بھی نہ ملیں گے۔ چند مشکل آیات و احادیث اور اشعار عرب پیش کر کے دیکھیے، صحیح ترجمہ و تفہیم سے بھی قاصر نظر آئیں گے۔

فقہا و مجتہدین السام کے احکام اجتہاد یہ اور مسائل مستنبط میں اگر اختلاف زمان و مکان اور ضرورت و حاجت وغیرہ کی بنیاد پر تغیر و تبدیلی کی جائے تو ایسا کرنا روا ہے مگر اس کے لیے مشق وممارست اور درک و مہارت رکھنے والے فقہائے اسلام ہی ماذون ومجاز ہیں اور یہ کام نہ ہر کس و ناکس کا ہے نہ عام علما و مفتیان کرام کا ہے۔ یہ ضابط فتاوی رضویہ جلدا۔ میں اس طرح مذکور ہے۔

اختلافِ زمانہ، ضرورت، تعامل وغیرہ جن وجوہ سے قول دیگر پر فتویٰ مانا

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

جاتا ہے وہ درحقیقت قول امام ہی ہوتا ہے۔

چھ باتیں ہیں جن سے قول امام بدل جاتا ہے۔ لہٰذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے۔ اور وہ چھ باتیں (۱) ضرورت (۲) دفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) دینی ضرورت و مصلحت کی تحصیل (۶) کسی فسادِ موجود یا مظنون بہ ظن غالب کا ازالہ۔ ان میں بھی حقیقۃً قولِ امام ہی پر عمل ہے۔

جو حضرات تقلید فقہی کو غیر ضروری بلکہ باطل قرار دیتے ہیں وہ عموماً دو قسم کے افراد ہوتے ہیں۔ (۱) مذہب و مسلک ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ حرانی کے متبعین و مقلدین (۲) جدید تعلیم یافتہ مگر علم دین سے نابلد طبقہ۔

پہلی قسم کے حضرات کا دعویٰ کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔ ان کی طرف سے ترک تقلید کا دعویٰ ہوتا ہے جب کہ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے مذکورہ ائمہ کے متبع نہیں بلکہ مقلدِ محض ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے افراد اپنی تجدد پسندی اور روشن خیالی کے زعم میں ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو سنجیدہ کم اور مضحکہ خیز زیادہ ہوتی ہیں اور علم و بصیرت و فقہ وافتا سے ان کی دوری و ناآشنائی ایک ایک جملہ سے عیاں ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح کے افراد ائمہ مجتہدین پر طعن و تشنیع اور سوادِاعظم کی تنقید و مذہب کر کے اختلاف و انتشارِ امت و ملت میں اضافہ کا سبب بننے کے سوا کچھ اور نہیں بن سکے ہیں۔ جس تقلید کے خلاف انھوں نے ہنگامہ خیزی و معرکہ آرائی کی اس سے الگ ہٹ کر انھوں نے کون سے کارنامے اور کون سے خدمات انجام دی ہیں اس کا بھی ساری امت کو علم ہے۔ مقلدین سے زیادہ اس طرح کے غیرمقلدین کتاب وسنت سے کتنے قریب اور ان پر کتنے عامل ہیں اور اپنی خواہشات و ہوائے نفس کو چھپانے کے لیے کس طرح وہ کتاب وسنت کی آڑ لیتے ہیں اس حقیقت سے بھی ساری امت مسلمہ شرق سے غرب تک اچھی طرح واقف و باخبر ہے۔

عام مسلمانوں کی بات ہی کیا ہے کہ انھیں ہر مسئلہ شرعیہ میں کسی عالم دین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور یہی حال عام علمائے کرام کا بھی ہے کہ انھیں جزئیات فقہ پر مشتمل ان کتب فقہیہ کے مطالعہ پر اکتفا کرنا پڑتا ہے جو مقلد علماء وفقہا ہی نے تحریر فرمائی ہیں۔ معدودے چند حضرات جو براہِ راست اور ہمہ وقت فقہ وافتا سے وابستہ رہتے ہیں ان کا جائزہ لینے پر آخری

طبقۂ مجتہدین یعنی اصحاب تمیز میں انھیں شمار کیا جانا بھی اتنا مشکل اور دقت طلب امر ہے کہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں سواد اعظم اور ان کے موجودہ علما و فقہائے صغار و کبار اگر تقلید فقہی کو اپنے حق میں لازم و واجب سمجھتے ہیں تو یہ ان کی عین سعادت و سلامت روی ہے۔ اور اسی میں امت مسلمہ کے لیے خیر و برکت و امن و عافیت و صلاح و فلاح بھی ہے۔ اس لیے سوادِ اعظم کو اسی جادۂ اعتدال و صراط مستقیم پر ہمیشہ گامزن رہنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

اتبعو السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار. (ابن ماجہ)

سوادِ اعظم کی پیروی کرو، کیوں کہ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم اہل سنت و جماعت کو اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و صحابۂ کرام کی سنت کی اطاعت و اتباع اور ائمہ مجتہدین کے نقوش قدم پر چلتے رہنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نئی کتاب

کچھ دیر طلبہ کے ساتھ

☆

تحریر علامہ غلام نصیر الدین نصیر

شائع کردہ : دار الایمان باغبانپورہ لاہور

ہدیہ : ۲۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

فرید بک سٹال اردو بازار لاہور — مکتبہ امام ابوحنیفہ جامعہ نعیمیہ لاہور

القسم العربی

مجلة الفقة الاسلامی

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامى المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشى باكستان

رئیس التحریر

الاستاذ الدکتور / نوراحمد شاہتاز

......☆......

مساعد رئیس التحریر

الاستاذ غلام نصیر الدین نصیر الدکتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

موقف النصارى من عيسى عليه السلام

بقلم الدكتور سيد الامين السلطانى